34

اگلے جمعہ تحریکِ جدید کے نئے سال کا آغاز ہونے والا ہے

یہ ہفتہ دعاؤں میں گزارو تا وقت آنے پر تم بشاشتِ ایمان، عزم اور ارادے کے ساتھ تحریکِ جدید کے جہاد میں حصہ لے سکو

(فرمودہ 19 نومبر 1954ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''آج میں تین امور کے متعلق مختصراً بعض باتیں کہنا چاہتا ہوں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ سیالکوٹ سے ایک دوست میرے پاس ایک چٹھی لائے کہ یہاں ایک ایسا شخص ہے جو نہ صرف جماعت کا مُصدِّق ہے بلکہ تحقیقاتی عدالت میں بھی اس نے ہمارے حق میں شہادت دی تھی۔ وہ اِس وقت شدید بیمار ہے۔ اگر وہ فوت ہو جائے تو آیا اُس کا جنازہ پڑھ لیا جائے یا نہیں؟ جس شخص کا یہ نام تھا یا کم از کم جس شخص کے متعلق میں سمجھا تھا کہ یہ اُس کا نام ہے (ممکن ہے یہ بات غلط ہو اور یہ شخص جس کے متعلق تحریر کیا گیا ہے اُس کا ہم نام ہو)۔ اس میں صرف یہی خصوصیت ہی نہیں بلکہ وہ ایک نہایت پرانے احمدی کا بیٹا ہے اور ایک زمانہ میں وہ جماعت کا پریذیڈنٹ یا امیر بھی رہ چکا ہے۔ اِس کے کئی رشتہ داروں نے مجھے سنایا کہ گزشتہ ایام میں نہ صرف اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

تکذیب ہی نہیں کی بلکہ بعض اوقات اس پر جنون کی حالت طاری ہو جاتی تھی اور وہ کہتا تھا کہ میرے رشتہ داروں نے میرا ایمان خراب کر دیا ہے۔جس کے یہ معنے ہیں کہ وہ حقیقتاً جماعت کی سچائی کا قائل ہے۔ یہ تمام باتیں میرے دل میں آئیں اور میں نے جماعت کولکھ دیا کہ اگر تم چاہوتو اس کا جنازہ پڑھ لو۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے خط میں اس شخص کے متعلق زیادہ ذکرنہیں تھا۔ ہاں اُس کے متعلق جو میری معلومات تھیں اُن کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے جماعت سے کہہ دیا کہ اگر چاہیں تو وہ اس کا جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔ بعد میں جو تحقیقات ہوئی ہے اُس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ غالبًا یہ وہی شخص تھا جو میں نے سمجھا تھا۔ ساتھ ہی بعض اَور دوستوں کے خطوط بھی آئے ہیں جو تردّد ظاہر کرتے ہیں۔ اس لیے میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ یہ میری طرف سے فتوٰی نہیں ہے بلکہ وقتی طور پر مقامی جماعت کی طرف سے درخواست کرنے اور بعض معلومات کی بناء پر میں نے اُن کو اس شخص کا جنازہ پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ یوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک خط ملا ہے جس کے متعلق اعلان ہو چکا ہے کہ میرے 1917ء والے اعلان کی موجودگی میں اِس مسئلہ پر دوبارہ غور کیا جائے گا۔ چنانچہ سلسلہ کے علماء کی ایک مجلس بلائی جائے گی اور وہ اِس مسئلہ پرغور کرے گی۔ اور اگر یہ معلوم ہو گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک نمازِ جنازہ عبادت نہیں بلکہ محض دعا ہے۔ جیسا کہ پچھلے اکابر میں سے بعض کا خیال ہے اور کتب فقہ میں مندرج ہے تو اِس فتوٰی کو جیسا کہ 1917ء میں اعلان کیا جا چکا ہے تبدیل کر دیا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ آج کا سوال نہیں بلکہ 1917ء کا سوال ہے۔ اتفاق سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فتوٰی میرے سامنے پیش نہ ہوا۔ 1953ء میں جب یہ سوال پیدا ہوا تو ایک احمدی نوجوان نے جس کے پاس یہ فتوٰی موجود تھا مجھ سے کہا کہ جنازہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فتوٰی میرے پاس نکل آیا ہے۔ فتوٰی میرے باپ نے پوچھا تھا۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ وہ فتوٰی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا لیکن اس کے معنوں کے بارہ میں مَیں یہ اعلان کر چکا ہوں کہ سلسلہ کے علماء بلائے جائیں گے اور ان کی بحث کے بعد اس خط کے اصلی مفہوم کے بارہ میں

اعلان کیا جائے گا۔ ایک دفعہ اِسی مسئلہ پر جماعت میں تفصیلی بحث ہو چکی ہے۔ اس لیے یہ مناسب نہیں کہ میں بغیر مشورہ کوئی فیصلہ کر دوں۔ اس لیے سیالکوٹ والوں کو بھی اور دوسری جماعتوں کو بھی یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ایک شخص کے خاص حالات کی وجہ سے جو جماعت نے مجھے لکھے اور بعض ذاتی معلومات کی بناء پر میں نے اُس کا جنازہ پڑھنے کی اجازت دی ہے ورنہ یہ عام فتوٰی نہیں۔ بعض واقعات کی وجہ سے میری نیک ظنی نے تقاضا کیا کہ اُس کے اندرونے کی نسبت بھی قرار دوں کہ وہ احمدی تھا۔ ورنہ بدگو اور مکذب کے متعلق تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فتوٰی موجود ہے کہ اُس کا جنازہ نہ پڑھا جائے لیکن جو مکفّر اور مکذّب نہیں اس کے متعلق غور کیا جائے گا اور علماء کی بحث کے بعد جماعتی فتوٰی شائع کیا جائے گا۔ اس سے پہلے میری اس تحریر کو اس بارہ میں دلیل قرار دینا درست نہیں ہوگا۔

دوسری بات جس کی طرف میں جماعت کو پہلے بھی توجہ دلا چکا ہوں یہ ہے کہ جماعت کو کارکنوں کی ضرورت ہے جو اِس وقت مل نہیں رہے۔ جو لوگ پنشنر ہیں وہ اپنی عمر کا اکثر حصہ دنیا کمانے میں صَرف کر دیتے ہیں اور پھر کوشش کرتے ہیں کہ اپنی آخری عمر میں بھی روپیہ کمانے کے ثواب سے محروم نہ رہیں۔ پس ایک طرف پنشنروں میں دین کی خدمت کا احساس نہیں اور دوسری طرف جو نوجوان ہیں وہ اول تو اپنی زندگی وقف نہیں کرتے اور جو زندگی وقف کرتے ہیں وہ مختلف بہانے بنا کر بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ وقف اب ایک تجارت کا ذریعہ بن کر رہ گیا ہے۔ ماں باپ آتے ہیں اور کہتے ہیں میرا فلاں بیٹا وقف ہے اور اِس وقت تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ کچھ روپیہ دے دیا جائے تو وہ اپنی تعلیم مکمل کر لے۔ لیکن جب تعلیم مکمل ہو جاتی ہے تو وہ وقف سے بھاگ جاتا ہے۔ یہ لوگ اول درجہ کے بے ایمان، مجرم اور خائن ہیں۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اب میں انہیں چھوڑوں گا نہیں۔ باقی نوجوانوں میں بھی ایسی رَو چل گئی ہے کہ وہ دین کی خدمت سے بھاگتے ہیں۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اب اِس معاملہ میں سختی سے کام لیا جائے۔ یہ لوگ ایسے ہی ہیں جیسے دینی جنگوں سے بھاگنے والے۔ ہماری جنگ تلوار کی جنگ نہیں بلکہ تبلیغ کی جنگ ہے۔ پس جو شخص دین کی خدمت سے بھاگتا ہے اُس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے بدر، اُحد یا دوسری جنگوں سے بھاگنے والے شخص کی

اور چونکہ وہ میدانِ جنگ سے گریز کرتا ہے اس لیے اس بارہ میں مَیں اب سختی سے کام لوں گا۔ بعد میں اس کی تفصیل بھی شائع کر دی جائے گی تا کہ لوگوں کو وقف کی اہمیت کا احساس ہو۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض دفعہ وقف ناقابلِ برداشت ہو جاتا ہے اور اس سے خاندان کے دوسرے افراد کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ مثلاً خاندان بڑا ہے لیکن ایک ہی لڑکا ہے جس کی زندگی ماں باپ نے وقف کر دی ہے۔ یا زیادہ لڑکے ہیں لیکن سب کی زندگیاں وقف ہیں یا ان میں سے اکثر کی زندگیاں وقف ہیں۔ اب جب وہ بڑے ہو جاتے ہیں تو ہر ایک کی حالت ایک سی نہیں ہوتی۔ گھر کے کاموں کے لیے بھی اُن میں سے کسی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اِس کے متعلق میں نے پہلے سے اعلان کیا ہوا ہے کہ اِس صورت میں ہم اُن میں سے ایک حصہ کو فارغ کر دیں گے۔ ہم انہیں مجبور نہیں کریں گے کہ وہ ضرور وقف سے فارغ ہو جائیں۔ ہاں اگر وہ خود فراغت چاہیں گے تو انہیں فارغ کر دیا جائے گا۔ اِس کے متعلق میرا خیال ہے کہ بعد میں بعض تفصیلی قواعد بیان کر دوں۔ ویسے میں نے اعلان کر دیا ہوا ہے کہ اگر کسی کا ایک ہی بیٹا ہے اور اُس کی زندگی وقف کی ہوئی ہے یا زیادہ بیٹے ہیں لیکن سب کی زندگیاں وقف کی ہوئی ہیں تو ہم اُسے یا اگر زیادہ ہوں تو اُن میں سے ایک حصہ کو وقف سے فارغ کر دیں گے۔ لیکن ایسے لوگ جن کے لیے سہولت ہے اور وہ اپنے سب لڑکے وقف کر سکتے ہیں اُن کو خود نہیں نکالیں گے لیکن اگر کسی خاندان کے اکثر افراد نے زندگیاں وقف کر دی ہوں اور خاندان کو سنبھالنے میں دقّت ہو تو ہم اُن کے لیے یہ سہولت کر دیں گے کہ اُن میں سے ایک حصہ لے لیں گے اور ایک حصہ کو اگر وہ چاہیں گے تو فارغ کر دیں گے۔

تیسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تاریخ کے لحاظ سے اگلا جمعہ اُن دنوں میں واقع ہے جس میں مَیں تحریکِ جدید کے نئے سال کا اعلان کیا کرتا ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو اگلے جمعہ میں تحریکِ جدید کے نئے سال کا اعلان کروں گا۔ قرآن کریم کی سنت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ بڑے کاموں سے پہلے اُن کے متعلق ایک تمہید بیان کیا کرتا ہے جسے مستقل حکم سمجھ کر بعض لوگ قرآن کریم میں اختلاف پاتے اور اُس کے حل کرنے میں

مشکلات محسوس کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ اختلاف نہیں ہوتا بلکہ کچھ آیات تمہید ہوتی ہیں۔ ایک بڑے کام کی جس کی طرف طبائع کو متوجہ کیا جاتا ہے۔ گویا وہ ایک غیر معیّن اعلان ہوتا ہے جسے مستقل حکم سمجھ کر قرآن کریم میں بیان کردہ اصل حکم سے اختلاف کرنے والا قرار دیا جاتا ہے۔ اِس حکمت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پچھلے ایک دو سالوں کے چندہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت میں تحریکِ جدید کی طرف وہ توجہ نہیں رہی جو اِس سے پہلے سالوں میں تھی۔ یوں بھی جماعت میں بہت سے لوگ چندہ میں سُست ہیں۔ اگر جماعت حقیقتاً صحیح طور پر چندہ دے تو اِس وقت کی تعداد کے لحاظ سے جماعت کا چندہ پچیس تیس لاکھ ہونا چاہیے۔ پانچ لاکھ تحریکِ جدید کا اور پچیس لاکھ جماعت کے دوسرے چندے۔ لیکن اگر عملاً وصولی کو دیکھا جائے تو تحریکِ جدید کا چندہ دو لاکھ کے قریب ہے اور صدرانجمن احمدیہ کا چندہ آٹھ نو لاکھ کے قریب۔ گویا صدرانجمن احمدیہ اور تحریکِ جدید کو مدنظر رکھتے ہوئے جماعت کا چندہ چالیس فیصدی کے قریب ہے۔ اس لیے جماعت کے کام جس سہولت سے ہونے چاہییں اور جس پیمانہ پر ہونے چاہییں نہیں ہو سکتے۔ خصوصاً تحریکِ جدید کے کاموں میں بہت سی مشکلات ہیں۔ تحریکِ جدید کا کام چونکہ دنیا میں پھیلتا جاتا ہے اس لیے کئی ممالک کی طرف سے مشن کھولنے کی درخواستیں آ رہی ہیں۔ اب ہمارے لیے یہ بڑی مشکل ہے کہ ہم انہیں کہہ دیں کہ چونکہ ہماری جماعت پر بہت زیادہ مالی بوجھ ہے اس لیے ہم مشن نہیں کھول سکتے۔ یہ خیال بالکل غلط ہے کہ اگر جماعت اتنا مالی بوجھ اُٹھانے پر تیار ہو جائے تو پھر اس کے اوپر مشنوں کا بوجھ کس طرح اُٹھایا جائے گا کیونکہ جب کوئی جماعت پورے طور پر کسی کام کے لیے تیار ہو جاتی ہے تو اس کے ساتھ خداتعالیٰ بھی شریک ہو جاتا ہے۔ اگر تمہیں خداتعالیٰ نے انجمن کے پچیس لاکھ اور تحریکِ جدید کے پانچ لاکھ چندے کی توفیق دے دی تو پھر یقیناً خداتعالیٰ وہ جماعت بھیج دے گا جو انجمن کا چندہ پچیس لاکھ کی بجائے پینتیس لاکھ اور تحریکِ جدید کا چندہ پانچ لاکھ کی بجائے سات آٹھ لاکھ ادا کرے گی۔

یہ جو میں نے کہا ہے کہ تحریکِ جدید کا چندہ دو لاکھ کے قریب ہوتا ہے یہ پاکستان اور ہندوستان کا چندہ ہے۔ بیرونی چندے ملا کر اب بھی پانچ لاکھ ہو جاتا ہے لیکن چونکہ

بیرونی جماعتیں تعداد میں کم ہیں اس لیے اُن کے چندوں سے ہمیں عالمگیر سکیم میں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ ہاں مقامی طور پر اُن کا فائدہ پہنچ جاتا ہے مثلاً انڈونیشیا کا مشن ہے۔ وہ اپنا سارا بوجھ خود برداشت کر رہا ہے، ایسٹ افریقہ کا مشن ہے وہ اپنا بوجھ خود اُٹھا رہا ہے، مغربی افریقہ کے تین مشن ہیں وہ بھی اپنا بوجھ خود اُٹھاتے ہیں، شام کا مشن ہے وہ بھی قریباً اپنا سارا بوجھ خود برداشت کرتا ہے۔ اِسی طرح اَور کئی مشن ہیں جو اپنا سارا بوجھ تو نہیں اُٹھاتے لیکن ایک حصہ ضرور اُٹھاتے ہیں۔ کوئی تین چوتھائی بوجھ اُٹھا رہا ہے، کوئی نصف بوجھ اُٹھا رہا ہے، کوئی ایک تہائی بوجھ اُٹھا رہا ہے، کوئی ایک چوتھائی بوجھ اُٹھا رہا ہے۔ اِس لیے اُن پر مرکز کو زیادہ رقم خرچ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مرکز کو لازمی طور پر اس قسم کے مشنوں پر کم خرچ کرنا پڑتا ہے۔ لیکن جہاں جماعت کے افراد کی تعداد بہت کم ہے اور اخراجات زیادہ ہیں مثلاً ہالینڈ ہے، امریکہ ہے، سوئٹزرلینڈ ہے، جرمنی ہے وہاں زیادہ تر مرکز کو بوجھ اُٹھانا پڑتا ہے کیونکہ وہ جماعتیں بہت تھوڑا بوجھ خود اُٹھا سکتی ہیں۔ یا مبلغ آتے جاتے ہیں تو اُن کا کرایہ اور دوسرے مصارف مرکز کو برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ یا طالبعلم خصوصاً بیرونی طالبعلم ہیں اُن کے اخراجات مرکز کو برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ اِس وقت زیادہ تر اِنہی مدّات پر خرچ ہوتا ہے۔ اگر کسی جگہ نیا مشن کھولا جائے تو چونکہ ایک دو سال تک وہاں جماعت اِس قدر نہیں ہوتی کہ وہ کوئی مالی بوجھ اُٹھا سکے اس لیے سب اخراجات مرکز کو برداشت کرنے پڑیں گے۔ مثلاً جاپان میں اِس وقت احمدیہ جماعت قائم نہیں۔ اگر ہم وہاں اپنا مشن کھولیں تو اُس وقت تک کہ وہاں جماعت قائم ہو جائے اور وہ اپنا سب بوجھ یا اُس کا کسی قدر حصہ اُٹھانے کے قابل ہو جائے سب بوجھ مرکز کو اُٹھانا پڑے گا۔ جاپان میں لوگوں کو مذہب کی طرف توجہ ہے اور اچھے اچھے لوگوں نے خواہش کی ہے کہ انہیں احمدیت سے روشناس کیا جائے۔ لیکن چندہ کم آنے کی وجہ سے ہمیں تو شاید بعض پہلے مشن بھی بند کرنے پڑیں۔ اس لیے ہم وہاں نیا مشن نہیں کھول سکتے۔ اب دیکھو! جاپان کتنا عظیم الشان ملک ہے۔ اگر ہم وہاں مشن کھول دیں اور خدا کرے وہاں ہماری جماعت قائم ہو جائے تو احمدیت کی آواز سارے مشرقی ایشیا میں گونجنے لگ جائے گی لیکن ہماری موجودہ حیثیت ایسی نہیں کہ ہم کوئی نیا مالی بوجھ برداشت کر سکیں۔ پھر آسٹریلیا ہے

وسعت کے لحاظ سے وہ ہندوستان سے بڑا ہے اور آبادی بڑھ جانے کی وجہ سے اس کی حیثیت بہت بڑھ جائے گی۔ وہاں پہلے ایشیائیوں کو نہیں آنے دیتے تھے۔ لیکن اب یہ رَو بدل گئی ہے۔ وہاں سے ایک نوجوان نے مجھے تحریک کی کہ یہاں کوئی مبلغ بھیجیں۔ میں نے اُسے جواب دیا کہ اِس وقت ہم کوئی نیا مالی بوجھ برداشت نہیں کر سکتے۔ یوں اگر ہو سکا تو ہم سروے کے لیے کسی شخص کو بھجوا دیں گے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ آسٹریلیا میں کسی ایشیائی کو نہیں آنے دیتے۔ اُس نوجوان نے جوش میں آ کر گورنمنٹ کو خط لکھ دیا کہ ہمیں یہاں مبلغ بھجوانے کی اجازت دی جائے۔ اِس پر حکومت نے ہمیں چٹھی لکھی کہ کیا آپ یہاں کوئی مبلغ بھیجنا چاہتے ہیں؟ ہم نے جواب دیا کہ موجودہ حالات میں تو ہمارا کوئی ارادہ نہیں کہ آپ کے ملک میں کوئی مبلغ بھیجیں لیکن آپ کے ہاں جو مشکلات ہیں وہ اگر دور ہو جائیں تو شاید ہم کوئی مبلغ بھیج دیں۔ اِس پر وہاں سے فوراً جواب آ گیا کہ آپ بیشک اپنا مبلغ بھیج دیں۔ اب ہم چپ کر کے بیٹھے ہیں کیونکہ مزید مالی بوجھ کے اُٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں۔ گویا چندہ کم آنے کی وجہ سے تبلیغ کے جو نئے رستے کھلتے ہیں اُن سے ہم فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔

غرض ایک طرف تو جماعت میں جو جوش پیدا ہوا تھا وہ اب ایک حد تک کم ہو گیا ہے اور دوسری طرف تحریکِ جدید کے بیرونی مبلغ اپنا کام لوگوں کے سامنے نہیں لاتے۔ اور اگر وہ کوئی کام لوگوں کے سامنے لائیں بھی تو اِس طرح لاتے ہیں کہ سال کی رپورٹ اکٹھی شائع کر دیتے ہیں۔ اگر ہر ہفتہ یا پندرہ دن کے بعد لوگوں کے سامنے یہ بات لائی جاتی رہے کہ مثلاً امریکہ اور انگلینڈ کے مشنوں نے یہ یہ کام کیا ہے، وہاں اِس قدر لوگ احمدیت میں داخل ہو گئے ہیں اور پھر وہاں کے بعض واقعات بھی بیان کیے جائیں تو چند دن کے اندر اندر جماعت میں اپنے فرض کو ادا کرنے کا احساس پیدا ہو جائے۔ لیکن اِس وقت تک جو کچھ ہو رہا ہے بعض اوقات تو مجھے اُس پر ہنسی آتی ہے۔ مثلاً الفضل میں چودھری خلیل احمد صاحب ناصر مبلغ امریکہ کا زکوٰۃ پر مضمون شائع ہو رہا ہے۔ اب کوئی اُن سے پوچھے کہ تم تو وہاں تبلیغ کے لیے گئے تھے۔ تم تبلیغ کی بات کرو زکوٰۃ کے متعلق تو تم سے زیادہ علم رکھنے والے اور تم سے زیادہ بہتر لکھنے والے لوگ یہاں موجود ہیں۔ تمہیں ایسی مصیبت میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔

تمہیں چاہیے تھا کہ اِس قسم کا مضمون لکھتے جس سے لوگوں کو وہاں کے تبلیغی حالات سے واقفیت ہوتی۔ یا پھر زکوٰۃ کا مضمون اگر شائع کرنا تھا تو امریکہ میں شائع کرتے تا اُنہیں اسلام کے اِس رکن سے واقفیت ہو جاتی۔ یہاں کے لوگ تو زکوٰۃ دیتے بھی ہیں اور اِس بارہ میں ان کا علم بھی زیادہ ہے۔ پھر الفضل میں اِس قسم کے مضامین سے کیا فائدہ؟

پس میں دیکھتا ہوں کہ جماعت کو تحریکِ جدید کی طرف توجہ نہیں رہی اور کام کرنے والے بھی جماعت کی توجہ صحیح طور پر اپنے کام کی طرف نہیں کھینچ رہے۔ پس چونکہ اِس وقت جماعت پر ایک غفلت کی حالت طاری ہے اور اگلے جمعہ مَیں تحریکِ جدید کے نئے سال کا اعلان کرنے والا ہوں اس لیے دوستوں کو خصوصیت کے ساتھ اِس ہفتہ میں یہ دعائیں کرنی چاہییں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو اِس دلدل سے نکالے اور اس کی ترقی میں جو رکاوٹیں پیدا ہو رہی ہیں اُن کو دور کرے۔ اگر تمہیں ابھی تک تحریکِ جدید میں حصہ لینے کی توفیق نہیں ملی تو اللہ تعالیٰ تمہیں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے اور تمہارے دلوں کی گرہیں کھول دے۔ اور اگر تمہیں اللہ تعالیٰ نے اس میں حصہ لینے کی توفیق تو دی ہے لیکن تم نے اپنی حیثیت کے مطابق اس میں حصہ نہیں لیا تو اللہ تعالیٰ تمہیں بشاشتِ ایمان عطا فرمائے تا تم اپنی حیثیت کے مطابق اس میں حصہ لے سکو۔ اور اگر تم نے اس میں حصہ لیا تھا اور اپنی حیثیت کے مطابق لیا تھا لیکن اپنی کسی شامتِ اعمال کی وجہ سے یا کسی مجبوری کی وجہ سے تم اپنا وعدہ پورا نہیں کر سکے تو اللہ تعالیٰ تمہاری شامتِ اعمال اور مجبوریاں دور کر دے اور تمہیں اپنا وعدہ پورا کرنے کی توفیق بخشے۔

یہ تین چیزیں ہیں۔ ان کے متعلق تم اِس ہفتہ میں دعا کرتے رہو تا وقت آنے پر تم بشاشتِ ایمان، عزم اور ارادہ کے ساتھ تحریکِ جدید کے جہاد میں حصہ لے سکو۔ تم یہ جانتے ہو کہ اسلام کی خدمت کی طرف تمہارے سوا اَور کسی کو توجہ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

ہر کسے در کارِ خود با دینِ احمد کار نیست 1

یعنی ہر شخص اپنے اپنے کام میں لگا ہوا ہے اسلام کی خدمت کی طرف کسی کو توجہ نہیں۔

اگر تم بھی کارِ خود کو دین کے کاموں پر ترجیح دو اور انہیں کی طرف سے بے توجہی اختیار کر لو تو دین کا خانہ بالکل خالی رہ جائے گا۔

حقیقت یہ ہے اِس وقت لاکھوں لاکھ غیراحمدی ایسا ہے کہ وہ اسلام کی خدمت کرنی چاہتا ہے لیکن صرف اِس وجہ سے کہ تم نے یہ بوجھ اُٹھایا ہوا ہے وہ آگے نہیں آتے۔ اگر تم آگے نہ آئے ہوتے تو شاید وہ آگے آ کر اسلام کی خدمت کا بوجھ اُٹھا لیتے۔ میں نے دیکھا ہے کہ کئی غیراحمدی ایسے ہیں جو دل سے یہ سمجھتے ہیں کہ جو کام یہ جماعت کر رہی ہے وہ بہت اچھا ہے لیکن ساتھ ہی وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ چونکہ جماعت احمدیہ اِس بوجھ کو اُٹھا رہی ہے اِس لیے انہیں اس بوجھ کے اُٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر تم نے یہ بوجھ نہ اُٹھایا ہوتا تو وہ آگے آ جاتے اور اِس کام کو سرانجام دیتے۔ اگر تم بھی اِس کام میں سُست پڑ جاتے ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تم نے دوسروں کو بھی اسلام کی خدمت سے روک دیا اور خود بھی غافل ہو گئے۔

پس تم اِس گناہ اور خداتعالیٰ کی ناراضگی کی حالت کو دور کرنے کی کوشش کرو۔ اور اس کو دور کرنے کا سب سے بہتر طریق یہ ہے کہ تم خداتعالیٰ سے دعائیں کرو کہ وہ تمہیں اِس موت سے بچا لے اور وہ اپنے فضل سے تمہیں زندگی کا پانی پلائے تا تم اپنے فرائض کو ادا کر سکو اور خدمتِ اسلام کے اِس بوجھ کو جو تم پر ڈالا گیا ہے صحیح طور پر اُٹھا سکو"۔

خطبہ ثانیہ کے بعد فرمایا:

"کچھ جنازے ہیں جو میں نمازِ جمعہ کے بعد پڑھاؤں گا لیکن چونکہ باہر بھی دو جنازے پڑے ہیں اس لیے نماز کے معاً بعد میں باہر چلا جاؤں گا اور وہاں نمازِ جنازہ پڑھاؤں گا۔ دوست میرے ساتھ شامل ہو جائیں۔ جو جنازے میں پڑھاؤں گا وہ یہ ہیں:۔

1۔ سید عبدالحکیم صاحب سونگڑہ (بھارت) اپنی جماعت کے امیر تھے اور علاقہ میں بااثر تھے۔

2۔ منشی عنایت اللہ خان صاحب پنجیڑی آزاد کشمیر 21 ؍اکتوبر کو قتل کر دیئے گئے ہیں۔ گاؤں میں ایک ہی احمدی گھر تھا اس لیے نمازِ جنازہ صرف غیراحمدی رشتہ داروں نے ادا کی۔

3۔ بابو عطاء محمد صاحب ڈنگہ ضلع گجرات۔ 4 نومبر کو فوت ہو گئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی اور مخلص احمدی تھے۔ نمازِ جنازہ میں بہت کم لوگ شامل ہوئے۔

4۔ آمنہ بی بی صاحبہ اہلیہ ملک عبدالحفیظ صاحب 10 / اکتوبر کو فوت ہو گئی ہیں۔ رشتہ دار زیادہ تر سندھ میں تھے اس لیے وہ نمازِ جنازہ میں شامل نہیں ہو سکے۔

5۔ منشی فتح دین صاحب ولد جیون خان صاحب شکار ماچھیاں حال چوہڑ منڈہ ضلع سیالکوٹ۔ 27 / اکتوبر کو فوت ہو گئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔

6۔ مسماۃ زینب صاحبہ اہلیہ ملک محمد انور صاحب ٹکٹ کلکٹر لاہور

7۔ مسماۃ بھاگ بھری صاحبہ کھیانہ ضلع گجرات۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحابیہ تھیں۔ وفات کے وقت 85 سال کی عمر تھی۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جہلم تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ کی بیعت کی تھی۔

یہ سات جنازے ہیں اور دو جنازے باہر پڑے ہیں۔ نمازِ جمعہ کے بعد میں یہ جنازے پڑھاؤں گا"۔ (الفضل 23 نومبر 1954ء)

1 : درثمین فارسی صفحہ 147۔ نظارت اشاعت وتصنیف ربوہ